کتاب بڑی محنت اور دماغ ریزی سے لکھی گئی ہے اور اس میں ایک بالکل نئے میدان کو سر کرنے کی مخلصانہ کوشش کی گئی ہے۔ خصوصاً کتاب کے آخری دو باب لائق مصنف کی دقت نظر اور ذہانت وطباعی کی روشن دلیل ہیں، زبان وبیان شگفتہ اور توانا۔ یہ کتاب غالبیات کے وسیع ذخیرہ میں قابل قدر اضافہ ہے۔

انشائے ماجد از مولانا عبدالماجد دریا بادی۔ تقطیع خورد ضخامت ۲۸۰ صفحات۔ کتابت وطباعت قیمت مجلد صہ۔ پتہ: نسیم بکڈپو۔ لاٹوش روڈ۔ لکھنؤ۔

مولانا فطرتاً اردو زبان کے نامور ادیب اور انشا پرداز ہیں۔ اپنے طرز خاص کے خود ہی موجد اور غالباً خاتم بھی ہیں اس لئے عرصہ سے مذہبیات ایسے خشک اور بے مزہ' موضوع میں مشغولیت کے باوجود اب بھی کسی تقریب سے مولانا کا قلم اس پرانے چمن کی طرف آنکلتا ہے تو اسی طرح حسن بیان واداکے پھول کھلاتا جاتا ہے۔ اس نوع کے تمام مضامین ہماری زبان وادب کا قیمتی سرمایہ ہیں جنھیں محفوظ ہونا چاہیئے۔ آئندہ نسلیں انھیں پڑھیں گی اور سر دھنیں گی۔ مقالات تو مقالات! ایک شذرہ یا نوٹ بھی قلم سے نکل جاتا ہے تو وہ بھی شہ پارۂ ادب ہوتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اس ضرورت کے پیش نظر مولانا کے پرانے اور حال کے ادبی مضامین کو یکجا کرکے شائع کرنے کا ایک منصوبہ بنایا گیا ہے اور یہ کتاب جو ترتیب میں جلد دوم ہے اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اس میں مقالات اور انشائیوں جن میں ریڈیو کی دس منٹ کی تقریریں بعض بیانات۔ سچ اور صدق کے نوٹ سب ہی شامل ہیں ان کی مجموعی تعداد ۳۶ ہے۔ لطف زبان وبیان کے اعتبار سے ایک سے ایک بڑھ کر لیکن پھر بھی مقالات کے زیر عنوان "مرزا رسوا کے قصے" "پریم چند" نیا آئین اکبری (اکبر الہ آبادی کی پیامی شاعری پر تبصرہ) موت میں زندگی۔ راشد الخیری کی افسانہ نگاری پر تبصرہ' نشریات میں "مولانا محمد علی اور ان کے خطوط" دلم در عاشقی آوارہ شد" امیر خسرو اور نظیر اکبر آبادی۔ اور مرثیوں میں "عبدالرحمٰن" ماں کے قدموں پر" نئی نویلی" ہمشیر کی رخصتی اور جشن نوشابہ" یہ سب خاصہ کی چیزیں ہیں، جنھیں بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور ہر بار ایک نیا لطف اور مزہ ملتا ہے۔ یہ مجموعہ اس لائق ہے کہ اردو زبان کے نصاب میں کل کا کل یا اس کا انتخاب شائع کیا جائے۔